بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذہنوں کی تشکیل اور خیالات کی تکریم

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، جس کے قبضہ اختیار میں تخلیق، احکام اور منصوبہ بندی ہے، جس نے اپنے بندوں کو سوچنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائی، اورمیں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جو ہر ایک چیز کا خالق ہے اور اسے تعین کے [عین مطابق] مقرر فرمایا، وہ جو چاہتا ہے اسے کرنے پر قادر ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ ہمارے نبی اور پیغمبر محمد (صل اللہ علیہ وسلم)، جنھیں ان کے رب نے ایک ایسا دین دے کر مبعوث فرمایا جو وقت اور خلاء کا احاطہ کرتا ہے اور دنیا بھر میں امن اور سلامتی کی ترویج کرتا ہے۔اللہ قیامت کے دن تک ان پر، ان کے اہل بیت پر، صحابہ پر اور ان تمام پر درود و سلام نازل فرمائے جنہوں نے ان کی رہنمائی قبول کی اور ان کی سنتوں عمل کیا۔

اے اللہ کے بندو!

اللہ کی عظمت سے ڈرو، اور یہ جان لو کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اتحاد اور اخوت کا پیغام دیتا ہے، اور ساتھ ہی سلامتی، اعتماد اور ایمانداری کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ ایک ایسا مذہب ہے جو ہر ایک دانشمندانہ طرز فکر اور نیک آراء کی تحسین کرتا ہے، ساتھ ہی یہ زندگی اور طرز معاشرت کا احترام کرتا ہے، اور اس کی تعلیمات چیزوں کی فطرت کے عین مطابق ہیں۔ اسی نقطہ نظر سے اسلام نے دماغ کو خیال کے لیے وقف کیا کیونکہ سوچنے کا عمل رحمت الٰہی کا عطیہ ہے۔ اس طرح، جس کسی کا بھی ذہن دانشورانہ تساہل اور دماغ کی سست رفتاری سے متاثر ہے اور جو کوئی ہمارے رب کریم کے عظیم تحائف کی جانب سے اپنی آنکھیں بند رکھتا ہے، وہ درست (عام) جبلت سے کوسوں دور ہوتا ہے۔ اسی لیے رب نے ہمیں اصحاب جہنم کے بارے میں بتایا کہ وہ کہیں گے [وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ (اور کہیں گے کاش ہم (اس وقت) سنتے یا سمجھتے تو (آج) دوزخ والوں میں سے نہ ہو تے)]۔[1] ہر وہ خیال جس سے اللہ کی رضا مطلوب ہو، لائق احترام و ستائش ہے کیونکہ رب عظیم اور عالی مرتبت حق سبحانہ لوگوں کو ان کی نیک خواہشات اور نیک نیتی کے لیے انعامات سے نوازتا ہے۔ اس لیے، اگر وہ اچھی نیت رکھیں گے تو انہیں اسی کے مطابق اجر و ثواب عطا کیا جائے گا اور اگر وہ نیک اعمال کی نیت کریں گے تو اللہ رب العزت انہیں اسی کے مطابق اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ اس طرح اسلام ان لوگوں کو اجر و ثواب سے محروم نہیں رکھتا جو نیک نیت رکھتے ہیں لیکن ان کا عمل کامیاب نہیں ہوتا کیونکہ "اگر مذہبی فتویٰ جاری کرنے والا اپنے فتوی کو انتہائی مہارت کے ساتھ جاری کرتا ہے، اس کے باوجود وہ غلط ہوتا ہے، تو اسے ایک اجر دیا جائے گا اور اگر وہ درست ہوتا ہے تو اسے دوگنا ثواب دیا جائے گا" اور اللہ دلوں کا حال (تمام رازوں کا) جاننے والا ہے۔ اس طرح وہ شخص جس سے غلطی سرزد ہوجاتی ہے اسے انعام و اجر سے محروم نہیں رکھا جاتا ہے کیونکہ اس نے بہرحال کوشش کی اور وہ اس کے اہل تھا۔

اے مسلمانو!

نااتفاقی برباد کردیتی ہے محبت و اتفاق نہیں۔ حضور اکرم (صل اللہ علیہ وسلم) بعض اوقات ایک ہی موضوع پر دو مختلف آراء سماعت فرمایا کرتے تھے اور ان رائے دینے والوں کی ستائش فرماتے تھے کیونکہ آپ ان کی نیک نیتی

[1] سورۃ الملک/10

اور نیک خواہشات سے واقف تھے۔ ایک دن رسول اللہ (صل اللہ علیہ وسلم) نے اپنے صحابہ سے فرمایا ((جو کوئی اللہ اور یوم قیامت میں یقین رکھتا ہے، اسے چاہیئے کہ وہ 'عصر کی نماز بنی قریظہ (مقام) میں ادا کرے))۔ اس لیے جب سورج ڈھلنے لگا، بعض صحابہ نے فرمایا "ہم اس وقت تک عصر کی نماز ادا نہ کریں گے جب تک کہ ہم بنی قریظہ نہیں پہنچ جاتے، چاہے عصر کا مقررہ وقت ٹل ہی کیوں نہ جائے" اس طرح انہوں نے حضور اکرم صل اللہ علیہ وسلم کے قول کے لفظی معنی لیے، تاہم بعض دیگر صحابہ نے فرمایا "ہم عصر کی نماز راستے میں ادا کریں گے کیونکہ عصر کا وقت ہوگیا ہے" اس طرح انہوں نے حضور اکرم (صل اللہ علیہ وسلم) کے ارشاد کے عمومی معنی لیے۔ انہوں نے کہا "اللہ کے رسول (صل اللہ علیہ وسلم) کا مطلب یہ تھا کہ ہم نکلنے میں جلدی کریں، ان کا مطلب یہ نہیں تھا کہ ہم نماز میں تاخیر کریں۔" اس طرح دونوں ہی گروہ نے حضور اکرم کے ارشاد گرامی کی اپنی سمجھ کے مطابق نماز ادا کی۔ پھر جب یہ بات اللہ کے رسول (صل اللہ علیہ وسلم) تک پہنچی، تو آپ نے دونوں میں سے کسی بھی گروہ کی سرزنش نہیں فرمائی اور نہ ہی ان سے ان کی سمجھ پر کوئی سخت بات کی۔

یہی معاملہ داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کا بھی ہے جب ایک کھیت کے معاملہ میں انہوں نے مختلف فیصلے سنائے جس میں بعض لوگوں کی بکریوں نے رات میں چرلیا تھا اوت اسے روند دیا تھا؛ قرآن کریم ان میں سے کسی کو بھی غلط نہیں قرار دیتا ہے، بلکہ سلیمان علیہ السلام کی تعریف کرتا ہے اور داؤد علیہ السلام کی تحسین کرتا ہے [وَدَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ (٧٨) فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ ۚ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُودَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۚ وَكُنَّا فَاعِلِينَ (اور داؤد اور سلیمان (علیہما السلام کا قصہ بھی یاد کریں) جب وہ دونوں کھیتی (کے ایک مقدمہ) میں فیصلہ کرنے لگے جب ایک قوم کی بکریاں اس میں رات کے وقت بغیر چرواہے کے گھس گئی تھیں (اور اس کھیتی کو تباہ کر دیا تھا)، اور ہم ان کے فیصلہ کا مشاہدہ فرما رہے تھے، چنانچہ ہم ہی نے سلیمان (علیہ السلام) کو وہ (فیصلہ کرنے کا طریقہ) سکھایا تھا اور ہم نے ان سب کو حکمت اور علم سے نوازا تھا اور ہم نے پہاڑوں اور پرندوں (تک) کو داؤد (علیہ السلام) کے (حکم کے) ساتھ پابند کر دیا تھا وہ (سب ان کے ساتھ مل کر) تسبیح پڑھتے تھے، اور ہم ہی (یہ سب کچھ) کرنے والے تھے][2]۔

اختلاف رائے حدود کو منسوخ نہیں کرتا ہے اور پابندیوں میں اضافہ نہیں کرتا ہے۔ اسے اس با فضیلت قول کی حدود میں ہی رہنا چاہیئے "آئیے ہم متحد ہوجائیں ہر اس بات پر جس پر ہم متفق ہیں اور ایک دوسرے کو معاف کردیں ہر اس بات کے لیے جس پر ہم متفق نہیں ہیں"۔ بعض علمائے دین فرماتے ہیں "یہ ایک رائے ہے جو ہم کسی پر نافذ نہیں کرتے اور ہم اسے قبول کرنے کے لیے کسی پر جبر نہیں کرتے، اور اگر کسی کے پاس اس سے بہتر کوئی رائے ہے تو ہمیں اس کے بارے میں بتائے"۔ قابل ملامت قبائلی نظام کے لئے مسلم برادری میں کوئی جگہ نہیں ہے کیونکہ یہ تعمیر کی بجائے تخریب کرتا ہے اور متحد کرنے کی بجائے تفرقہ ڈالتا ہے۔ اسی وجہ سے رسول کریم (صل اللہ علیہ وسلم) نے اس سے لاتعلقی کا اظہار فرمایا جو قبائلی تصورات رکھتا ہے اور قبائلی عصبیت کی جانب مدعو کرتا ہے۔

جبیر بن مطعم، رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں: رسول اللہ (صل اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا، "جو قبائلیت کی جانب بلاتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ جو قبائلیت کے لیے جنگ کرتا ہے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ جو قبائلیت کی پیروی کرتے ہوئے ہلاک ہوجاتا ہے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

جب کبھی اللہ کے رسول (صل اللہ علیہ وسلم) نے قبائلیت کی علامت ملاحظہ فرمائی، شروع سے ہی اسے دور کرنے میں جلدی کی۔ آپ کو جب کبھی ایسا محسوس ہوتا تھا، آپ ناراض ہوجاتے تھے، اس لیے آپ نے لوگوں سے خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ((کیا یہ زمانہ جاہلیت کی پکار تم لگاتے ہو، جبکہ میں ابھی تمہارے درمیان موجود ہوں؟ اللہ نے تمھیں اسلام سے سرفراز فرمایا اور تمھیں جہالت کے زمانہ سے بچالیا اور تمھیں متحد فرمایا؟!"))۔

دوسروں کے نقطہ ہائے نظر پر غور کرنے سے انکار کرتے ہوئے کسی مخصوص رائے کے تئیں تعصب برتنے کی اسلام تردید کرتا ہے اور ہمیشہ اس کے خلاف انتھک جنگ کرتا رہا ہے، کیونکہ یہ ایک ایسا رجحان ہے جو اس

---

[2] سورۃ 'الانبیاء' /79-78

چیز کو تنگ کرتا ہے جسے اللہ نے وسعت عطا فرمائی ہے، اسے سخت کرتا ہے جسے اللہ نے آسان فرمایا ہے، اور لوگوں کو بڑی خجالت میں مبتلا کرتا ہے، اور جو کوئی ایسا کرتا ہے، وہ اسلام کے درست راستے سے انحراف کرتا ہے اور اللہ کے رسول (صل اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کرتا ہے جنہوں نے ارشاد فرمایا (بہترین دین وہ ہے جو آسان ہے)۔ اس لیے، جو کوئی شخص اس شرمناک طرز عمل کی پیروی کرتا ہے، اللہ کا فضل وکرم اس پر سے کم کردیا جاتا ہے جو ہر چیز پر محیط ہے، اس طرح اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے کہا (اللہ مجھ پر اور محمد (صل اللہ علیہ وسلم) پر اپنا کرم فرمائے اور کسی کے لیے معاف کرنے پر) اس پر اللہ کے رسول (صل اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا ((تم نے وسیع کو تنگ کردیا، اے عرب بھائی))۔ جو شخص متعصب ہوتا ہے وہ متبادل نقطہ نظر کو جھوٹا اور غلط سمجھتا ہے اپنے نظریات کے مقابلہ، جسے وہ درست سمجھتا ہے۔

یا ایھاالمومنون! اللہ سے ڈرو اور اپنے اقوال میں اتحاد و صمیم قلبی برقرار رکھو اور نفرت و عدم برداشت سے بچتے رہو جو عقل و خرد سے محروم کردیتے ہیں اور جو صرف دلوں میں رنجش اور نفرتوں کی جانب لے جاتے ہیں۔

میں یہ اپنا قول دوہراتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور آپ کے لیے، اور جملہ مسلمانوں کے لئے عفو کا طلب گار ہوں، اس لیے اللہ سے معافی طلب کرو، وہ معاف کرنے والا ہے۔ نہایت رحم فرمانے والا ہے اور اسے پکارو، وہ تمھاری پکار پر جواب دیتا ہے، بے شک اللہ نہایت فراخ دل اور فیاض ہے۔

****

الحمد للہ، جس نے اچھی صورت میں انسان کو پیدا فرمایا اور وحی کے ذریعہ اس کی رہنمائی فرمائی اور اسے دماغ اور سوچ عطا فرمایا جس نے سیدھی راہ کی سمت اس کی قیادت کی، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جس نے ایک ایسے دین سے سرفراز فرمایا جو آزادانہ استدلال کی وکالت کرتا ہے اور ذہنوں کی تعمیر کرتا ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صل اللہ علیہ وسلم)، تمام انبیاء کے سردار، اس کے بندے اور رسول ہیں، جو اندھے انحصار کو ممنوع فرماتے ہیں۔ اللہ قیامت کے دن تک ان پر، ان کے اہل بیت پر، ان کے صحابہ پر اور ہر اس فرد پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے جس نے ان کی رہنمائی پر اعتماد کی اور ان کی سنتوں پر عمل کیا۔

اے اللہ کے بندو!

مسلمان اوائل کے زمانے میں اپنی رائے دیا کرتے تھے اور دوسروں کی آراء کا احترام کیا کرتے تھے، وہ کہا کرتے تھے: ""میری رائے درست ہے، لیکن یہ غلط بھی ہوسکتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح میرا یقین ہے کہ مخالف رائے غلط ہے، لیکن درست بھی ہوسکتی ہے۔" ان میں سے کوئی بھی اپنی رائے دیتا لیکن جب اسے معلوم ہوتا کہ وہ غلط رائے تھی، تو وہ فوراً بلا کسی شرمندگی یا خجالت کے متبادل رائے اختیار کرلیتا۔ بلکہ اسے اس بات کی خوشی ہوتی تھی کہ اس نے درست رائے سے رجوع کرلیا ہے۔ اسلام نظریاتی تکبر اور جمود کو مسترد کرتا ہے۔ بلکہ یہ تو ذہنوں کو سوچنے اور اپنی استطاعت بھر عمل کرنے پر زور دیتا ہے، کیونکہ اسلام ایک ایسا دین ہے جو وقت، مقام اور تمام بنی نوع انسان کا احاطہ کرتا ہے۔ خیالات، چاہے جتنے بھی ہوں، اور تشریحات چاہے جتنی بھی مختلف کیوں نہ ہوں ان کے لیے اس کا دامن وسیع تر ہے۔ ایک ہی موضوع پر بہت سی آراء کی دستیابی کے سبب، امکانات وسیع تر ہوجاتے ہیں اور نقطہ نظر کو بلوغیت حاصل ہوتی ہے، سچائی واضح ہوتی ہے اور اہداف کا حصول ہوتا ہے۔ [فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۖ وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّـهُ الْأَمْثَالَ (جو جھاگ ہے وہ اڑ جایا کرتا ہے اور جو چیز انسانوں کے لیے نافع ہے وہ زمین میں ٹھہر جاتی ہے اس طرح اللہ مثالوں سے اپنی بات سمجھاتا ہے)][3]۔

---

[3] سورة الرعد17

اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور یاد رکھو کہ ہدایت یافتہ جماعت وہ ہے جو اس کی تعمیر میں آراء کی ایک بڑی تعداد شامل کرتی ہے، اور دماغ اس کے علم کو بلند کرنے کے لیے اپنی بہترین کوشش کرتے ہیں، اور اس جماعت کے اراکین جب گفتگو یا مباحثہ کرتے ہیں تو نہایت تحمل و بردباری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

اے اللہ! محمد اور آل محمد پرسلامتی بھیج، جیسے کہ تونے ابراہیم اور ابراہیم کے اہل بیت پر بھیجی تھی۔ اور اپنی برکتوں کا نزول محمد(صلعم) اور محمد (صلعم) کے اہل بیت پر فرما جیسا کہ تونے ابراہیم (علیہ السلام) اور ابراہیم (علیہ السلام) پر نازل فرمایا۔ بے شک اللہ تعالی سب سے زیادہ قابل تعریف اور بڑی عظمت والا ہے۔

اس لیے، پیغمبروں کے آقا و مولا پر درود و سلام بھیجو، جیسا کہ اللہ تعالی اپنی مقدس کتاب میں فرماتا ہے:اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا[4]

اے اللہ، حضور اکرم صل اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین سے، ان کی ازدواج مطہرات، امہات المومنین سے، ان کے صحابہ سے اور مومن مردوں اور مومنہ خواتین سے قیامت کے دن تک راضی ہوجا اور اپنے بے پناہ رحم و کرم کے صدقے ہم سے بھی راضی ہوجا۔

اے اللہ ہمارے آج کے اس اجتماع پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور جب ہم یہاں سے رخصت ہوں تو ہمیں امن اور گناہوں سے تحفظ کے ساتھ رخصت فرما اور ہمیں اپنے مذہب میں کسی طرح سے کمتر نہ بنا۔

یا اللہ! ہم آپ سے رہنمائی، تقوی، عفت و عصمت اور مال کے طلب گار ہیں۔

یا اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو دیانت دار زبان، رجوع لانے والا دل، اعمال صالحہ، علم نافع، مضبوط عقائد، خالص ایمان اور دین اور حلال اور بابرکت رزق کی نعمت سے سے مالا مال فرمادے۔ یا اللہ بے شک تو سب سے زیادہ عظیم الشان اور قابل احترام ہے۔

یا اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو عظمتیں عطا فرما! اور اسلام اور مسلمانوں میں اتحاد اور اتفاق پیدا فرما، یا اللہ! ظالموں اور کافروں کو نیچ ادکھا۔ یا اللہ! اپنے تمام بندوں کو امن و سلامتی عطا فرما۔

یا اللہ! ہمیں اپنے وطن میں سلامتی عطا فرما! ہمارے اپنے وطن میں ہمارے لیے دیرپا سلامتی اور استحکام عطا فرما! ہمارے سلطان کو عظمتوں سے مالا مال فرما اور حق پرستی کی سمت میں رہنمائی کرنے میں اس کی اعانت فرما۔

یا اللہ! ہم پر آسمانوں سے بارشیں نازل فرما اور ہمیں ان میں سے ایک بنا دے جو دن اور رات تجھے یاد کرتے رہتے ہیں اور شام سے صبح تک تجھ سے معافی کے خواستگار ہوتے ہیں۔

یا اللہ! ہم پر آسمانوں کی رحمتیں اور زمین کی نعمتیں نازل فرما اور ہمارے پھلوں اور فصلوں میں اور ہمارے مجموعی رزق میں خیر و برکت عطا فرما۔ یا اللہ تو نہایت عظیم الشان اور قابل احترام ہے۔

یا اللہ! عطا فرما ہمیں اس دنیا میں بھلائی، اور عقبٰی میں بھلائی اور بچا ہمیں دوزخ کی آگ سے!

یا اللہ! ہمارے دلوں کو ہدایات عطا کرنے کے بعد ٹیڑھا نہ فرمائیے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمتیں عطا فرما بے شک تو بڑا دینے والا ہے۔

یا اللہ! ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا ، اور اگر آپ نے ہمیں معاف نہ فرمایا اور ہم سے رحم کا معاملہ نہ کیا تو یقیناً ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔"

یا اللہ! ان تمام مومنین و مومنات کو معاف فرما جو ابھی بقید حیات ہیں اور انہیں بھی جو وفات پاچکے ہیں، بے شک اے اللہ آپ سب سے زیادہ سمیع اور مجیب ہیں۔

---

[4] سورۃ الاحزاب 56

اللہ کے بندو! [اللہ انصاف، بھلائی اور خویش و اقارب کے ساتھ سخاوت کرنے کا حکم دیتا ہے اور وہ تمام بے حیائی کے کاموں، اور ناانصافی اور بغاوت سے منع فرماتا ہے: وہ آپ کو ہدایت عطا فرماتا ہے ، جو آپ یاد رکھ سکتے ہیں-]